إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۸۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان

فی پرچہ ار

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت پیشگی سالانہ ششماہی سہ ماہی ترسیل زر بنام منیجر الفضل ہو

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۴۹ | مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۷ء | یوم جمعۃ المبارک | مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

سالانہ جلسہ قریب آگیا

اس سال خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کے ماتحت جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۶ ۲۷ ۲۸ دسمبر بروز دوشنبہ۔ سہ شنبہ اور چہار شنبہ مرکز سلسلہ قادیان میں منعقد ہوگا۔ انہی ایام میں خواتین کا جلسہ علیحدہ پورے انتظام اور اہتمام کے ساتھ ہوگا۔ ان جلسوں میں شامل ہونے کے لئے نہ صرف احمدی مردوں اور عورتوں کا آنا ضروری ہے۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی بہت کچھ حاصل کرسکتے ہیں۔ اور دیکھ سکتے ہیں۔ کہ احمدی مرد و عورتیں خدمت اسلام کے لئے کس قدر جوش اور تڑپ رکھتی ہیں۔

خوراک اور رہائش کا انتظام حسب معمول منتظمین جلسہ کے سپرد ہوگا۔ البتہ موسم کے لحاظ سے گرم بستر ضرور لانا چاہیئے۔

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو تین دن سے بخار ہے۔ ۱۱ر۱۲ دسمبر ۱۹۲۷ء کی تاریخوں میں بخار ۱۰۱-۱۰۲ کے درمیان رہا ہے۔ ۱۰ر دسمبر کی رات کو بخار جسم اور سر درد کے ساتھ شروع ہوا۔ ۱۳ر دسمبر کو درجہ حرارت ۹۹.۴ تھا لیکن شام کو حرارت ۱۰۰ تک پہنچ گئی۔ سر درد کی شکایت بہت ہے۔ تمام احباب سے درخواست ہے کہ حضور کی صحت کے لئے خاص طور پر توجہ کے ساتھ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ جلد صحت عطا فرمائے۔

جناب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب ناظر اعلیٰ دہلی سے واپس تشریف لے آئے۔

چندہ جلسہ سالانہ ۱۰ر تاریخ تک صرف پانچ ہزار وصول ہوا ہے۔ احباب پوری سرگرمی سے کوشش کریں۔ اور رقوم جلد از جلد ارسال کریں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب بوگرا میں

۳ر دسمبر ۱۹۲۷ء کو جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب بوگرا تشریف لائے۔ شہر کے چند سرکردہ مسلمانوں نے سٹیشن پر آپ کا استقبال کیا۔ تعلیم یافتہ ہندو مسلمانوں کو "تجربات امریکہ" کے موضوع پر جناب مفتی صاحب کا لیکچر سننے کے لئے سرکردہ اور معزز مسلمانوں کی طرف سے دعوت نامے بھیجے گئے تھے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے مجمع بہت زیادہ ہو گیا۔ ہندو اور مسلمان کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ جناب مفتی صاحب نے تین بجے اپنی تقریر شروع کی۔ جو نماز مغرب تک جاری رہی۔ سامعین ہمہ تن گوش بنے بیٹھے تھے۔ تقریر بہت پسند کی گئی۔ اس تقریر کی کامیابی کو اگر احمدیت کی فتح کہا جائے۔ تو بے جا نہ ہو گا۔ کیونکہ ہر چھوٹا بڑا جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کا معترف ہے۔ احمدیان بوگرا دوسرے مسلمان بھائیوں کے بے حد ممنون ہیں۔ جنہوں نے اس جلسہ کے انتظام میں مدد فرمائی۔

خاکسار

حسام الدین حیدر ڈپٹی کلکٹر بوگرا

مسجد احمدیہ لنڈن اور احمدیہ مشن

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب الفضل۔ السلام علیکم

میں ۱۶ر اکتوبر کو لنڈن پہونچا۔ اور دوسرے روز احمدیہ مسجد لنڈن دیکھنے کے لئے گیا۔ مسجد کی عمارت اور اس کے نظام کو دیکھکر دل باغ باغ ہو گیا۔ میں احمدیہ قوم کو اس عظیم الشان کامیابی پر تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ اسلامی جھنڈا جو اس قوم نے عین عیسائیت کے مرکز میں گاڑا ہے انشاء اللہ نہایت احسن اور عظیم الشان نتائج پیدا کرے گا۔ اور موجودہ اور آنے والی نسلیں اس سے متمتع ہوں گی۔ احمدیہ مشن لندن نہایت قابل اور متقی منتظموں کے ہاتھوں میں ہے۔ مولوی درد صاحب۔ ملک غلام فرید صاحب اور محمد عیسیٰ صاحب کا کام نہایت قابل تحسین اور آفرین ہے۔ جمعہ کی نماز میں چند نو مسلم انگریز مرد اور عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ مشن کا مکان قابل مرمت ہے اس کی طرف قوم کی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر اسے جلدی مرمت نہ کیا گیا۔ تو نقصان کا اندیشہ ہے۔ میں آج واپس افریقہ روانہ ہوتا ہوں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار ملک محمد حسین بیرسٹر ایٹ لاء۔ نیروبی

ہز میجسٹی شاہ کابل کا خیر مقدم جماعت احمدیہ کی طرف سے

حسب ذیل تار ہز میجسٹی شاہ افغانستان کے پرائیویٹ سکرٹری کو حضرت مولنا مولوی شیر علی صاحب چیف سیکرٹری حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے ورود ہند کی تقریب میں خیر مقدم کے طور پر ۱۸ر دسمبر کو دیا گیا۔

جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام کی طرف سے میں ہز میجسٹی امیر کابل کی خدمت میں ان کے سرزمین ہند میں (جو کہ جماعت احمدیہ کے مقدس بانی کی جائے پیدائش ہے) ورود کے موقع پر نہایت خلوص سے خیر مقدم کہتا ہوں۔

ہم ہز میجسٹی کی وفادار احمدی رعایائے افغانستان کے ساتھ اس دعا میں متحد ہیں۔ کہ ہز میجسٹی کا سفر یورپ نہایت کامیابی کے ساتھ سرانجام پائے۔ اور آپ اپنی مملکت میں سالماً غانماً واپس تشریف لائیں۔

بسفر رفتنت مبارک باد

بسلامت روی و باز آئی

شیر علی چیف سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح امام جماعت احمدیہ قادیان

جلسہ احمدیہ فتح پور سیکری

حافظ جمال احمد صاحب نے ۲۳ر ۲۴ر نومبر ۱۹۲۷ء بوقت شب مسجد قصبا بان موضع فتح پور سیکری میں چھوت چھات اور اتحاد پر تقریر کی جس سے سامعین از حد محظوظ ہوئے یہاں ایک حکیم سراج الدین صاحب قصبہ کے ایک کامیاب طبیب ہیں۔ اخبار الفضل کے خریدار حال ہی میں ہوئے ہیں۔ سلسلہ کے کاموں میں نہایت دلچسپی لیتے ہیں۔ قصبہ کے دیگر معززین بھی اخبار الفضل پڑھتے ہیں۔ امید ہے تھوڑے عرصہ میں ہی یہاں کے خواندہ صاحبان سلسلہ سے واقف ہو جائیں گے۔

غلام غوث ساندھن ضلع آگرہ

جلسہ احمدیہ ساندھن ضلع آگرہ

۲۲ر نومبر ۱۹۲۷ء بعد نماز ظہر کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ میاں عزیز اللہ خاں طالب علم مدرسہ احمدیہ ساندھن نے قرآن شریف پڑھا۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے اسلام اور دیگر مذاہب پر تقریر کی۔ اس کے بعد بہادر خاں و حبیب اللہ خاں نے جو کہ اس مدرسہ کے ملکانہ طالب علم ہیں۔ رسول اللہ صلعم کی کامیابی پر مضمون پڑھا۔

دوسرا اجلاس بعد از مغرب شروع ہوا۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے اسلام کی خوبیاں بمقابلہ آریہ مذہب وضاحت سے بیان فرمائیں اور نیوگ کی تعلیم کو اچھی طرح بیان کیا۔ بعد ازاں حافظ جمال احمد صاحب نے قرآن شریف کی پیشگوئیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں جو کہ لیکھرام ڈوئی اور زار کے متعلق تھیں مشرح بیان کیں۔ غلام غوث از ساندھن ضلع

درخواست دعا: میرا بچہ بعارضہ سونیہ سخت بیمار ہے احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ کسی کی سن لے اور مجھ خاکسار پر رحم کرے۔ خاکسار نذیر احمد دار السلام گوجرانوالہ

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ ردسمبر ۱۹۲۷ء

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانانِ ہند کے امتحان کا وقت

(از حضرت امام جماعت احمدیہ قادیان)

قریباً ساڑھے تین ماہ ہوئے کہ میں نے موجودہ حالات کے متعلق آخری پوسٹر شائع کیا تھا۔ اور جو اثر ان پوسٹروں کا ہوا تھا۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ یہ سلسلہ جاری رہتا۔ لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ جو تحریک پہلے ہو چکی ہے۔ اسے مسلمان جذب کر لیں۔ تو پھر اور اگلا پوسٹر شائع کیا جائے ؂

ایک اہم موقع

گو میں یہ نہیں خیال کرتا کہ وہ تحریکیں جو پچھلے موسم گرما میں کی گئی تھیں۔ وہ مسلمانوں میں پوری طرح جذب ہو گئی ہیں۔ لیکن اس وقت پھر ایک اہم موقع پیش آیا ہے۔ جس کے سبب سے میں خاموش رہنا پسند نہیں کرتا۔ اور چاہتا ہوں کہ اپنے خیالات کو مسلمانوں کے سامنے پیش کر دوں۔ شائد کہ کوئی دردمند دل ان خیالات سے متاثر ہو۔ اور شاید کہ میں مسلمانوں کی کوئی خدمت کر کے اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کا مستحق ٹھہروں۔

اصلاحاتِ ہند کے متعلق پہلی رپورٹ

یہ اہم موقع کیا ہے۔ یہ سائمن کمشن ہے جو شروع سال اٹھائیس میں ہندوستان میں آنے والا ہے۔ تعلیم یافتہ اصحاب تو اس کمشن سے بخوبی واقف ہیں۔ لیکن چونکہ میرا یہ مضمون ان جگہوں پر بھی انشاء اللہ پہنچیگا۔ جہاں اخبارات نہیں پہنچتے۔ اور ان لوگوں تک بھی پہنچیگا۔ جو عام طور پر دنیا کی خبروں سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اس لئے میں اختصاراً یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ ۱۹۱۷ء میں انگریزی حکومت کے وہ وزیر جو ہندوستان کے معاملات کا فیصلہ کرتے ہیں۔ ہندوستان میں اس لئے آئے تھے۔ کہ وائسرائے صاحب بہادر سے ملکر اس امر پر غور کریں۔ کہ ہندوستانیوں کو ان کے ملک میں کہاں تک اختیارات حکومت دئے جا سکتے ہیں۔ انہوں نے ایک رپورٹ تیار کی۔ جو کئی مرحلوں کے بعد پارلیمنٹ سے ایک قانون کی صورت میں پاس ہو کر ہندوستان میں نافذ کی گئی۔ اس قانون کا ماحصل یہ تھا۔ کہ ہندوستانی بھی اور اقوام عالم کی طرح اس امر کے حقدار ہیں کہ ان کے ملک میں انہیں حکومت کا اختیار ہو۔ لیکن چونکہ وہ مختلف اقوام اور مذاہب میں منقسم ہیں۔ اور تعلیم میں بہت پیچھے ہیں۔ اس لئے فوراً انہیں پورے اختیارات نہیں دئے جا سکتے۔ پس اس امر کو تو تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ ایک نہ ایک دن ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دی جائے گی۔ لیکن سردست اس کا اجرا نہیں کیا جا سکتا۔ سردست صرف یہ فیصلہ کیا جاتا ہے۔ کہ کچھ اختیار انہیں دئے جائیں۔ اور ان کے برتنے کے لئے دو کونسلیں ہندوستان کی مرکزی حکومت کے ساتھ ملکر کام کریں۔ اور ہر صوبہ کے گورنر کے ساتھ بھی ایک ایک کونسل ہو جس کے ممبروں میں سے دو یا دو سے زیادہ وزیر بنائے جائیں۔ جن کے سپرد بعض صیغے حکومت کے کر دئے جائیں۔ تاکہ اس طریق سے ہندوستانی کام کرنا سیکھ جائیں۔ بعض صیغے تو ان کونسلوں کے قریباً اختیار میں دیدئے گئے۔ اور بعض صیغوں پر اعتراض کرنیکا اور ان کے کام پر بحث کرنے کا انہیں حق دیا گیا۔ اسی وقت یہ خطرناک غلطی مسلم لیگ اور کانگریس کے ایک سمجھوتے کی بنا پر کی گئی۔ کہ بنگال اور پنجاب جہاں مسلمانوں کی آبادی دوسری قوموں کی نسبت زیادہ ہے۔ وہاں کے لئے ایسے قانون بنائے گئے۔ کہ عملاً کثرت ہندوؤں کی یا ہندوؤں اور سکھوں کی ہو گئی۔ صوبہ سرحدی کو فوجی ضروریات کا خیال کر کے ان حقوق سے محروم رکھا گیا۔ اور اس میں بھی مسلمانوں کو سخت نقصان رہا ✦

سائمن کمیشن

اس وقت یہ بھی فیصلہ کیا گیا۔ کہ ہر دس سال کے عرصہ میں ایک کمشن اس غرض سے ہندوستان بھیجا جایا کرے۔ کہ وہ غور کر کے رپورٹ کرے کہ کیا ہندوستان اب مزید حقوق کے حاصل کرنے کے قابل ہو گیا ہے۔ یا نہیں۔ یا یہ کہ جو حقوق اسے پہلے دئے جا چکے ہیں۔ وہ ان کو بھی صحیح طور پر استعمال کر رہا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیا وہ اس سے چھین لئے جائیں یا نہیں۔ سائمن کمشن اسی فیصلہ کی بنا پر بھیجا گیا ہے۔ اور اس کا نام سائمن کمشن اس لئے رکھا گیا ہے۔ کہ اس کے پریذیڈنٹ سر سائمن ہیں۔ جو انگلستان کے ایک نہایت زیرک اور ہوشیار بیرسٹر ہیں۔ یہ کمشن دو سال تک رپورٹ کریگا۔ کہ آئندہ ہندوستان سے کیا معاملہ کیا جائے۔ ہندوستان میں آ کر مختلف لوگوں سے ان کے خیالات دریافت کریگا۔ گورنمنٹ کے بڑے حکام سے مشورہ کرے گا۔ اور پھر جو اس کے ذہن میں آئیگا۔ پارلیمنٹ کے سامنے پیش کر دے گا ؂

مُسلمانوں کے لئے نازک موقعہ

مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ پچھلے چار سال میں ہوتا چلا آیا ہے۔ اسے مدنظر رکھتے ہوئے یہ ایک نہایت نازک موقعہ ہے۔ مسلمانوں کو یہ تجربہ اچھی طرح ہو چکا ہے۔ کہ ہندو لوگوں میں بوجہ ایک لمبے عرصہ تک حکومت سے محروم رہنے کے وسعت حوصلہ بالکل نہیں رہی ان کی تعداد ملک میں تین چوتھائی ہے۔ یعنی ایک مسلمان کے مقابل پر تین ہندو ہیں۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ اگر ہندوستان کو حکومت خود اختیاری ملے۔ تو خواہ وہ مسلمانوں سے کتنی بھی رعایت کریں۔ پھر بھی حکومت انہی کے ہاتھ رہیگی۔ اور زیادہ فائدہ انہی کو پہنچیگا لیکن چونکہ ان میں وسعت حوصلہ نہیں ہے۔ وہ اسقدر بھی مسلمانوں کو دینے کے روادار نہیں ہیں۔ جسقدر کہ مسلمانوں کو بعض صوبوں میں ان کی تعداد کی رُو سے ملنا چاہیئے۔ یا جس قدر کہ بعض دوسرے صوبوں میں ان کی جائز نیابت کے لئے انہیں دیا جانا چاہیئے ؂

مخلوط انتخاب کے نقصان

پس ایک طرف تو مسلمانوں کو ان کی جائز نیابت سے محروم کرنے کے لئے ہندو لیڈروں نے یہ شور مچانا شروع کیا۔ کہ کونسلوں کے ممبروں کے انتخاب کا موجودہ طریق بدل دینا چاہیئے۔ یعنی یہ نہ ہو۔ کہ مسلمان ممبر کو مسلمان منتخب کریں۔ اور ہندو ممبر کو ہندو۔ بلکہ ہندو اور مسلمان مل کر ممبروں کو منتخب کیا کریں۔ بظاہر تو یہ بات نہایت معقول ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ جب ملک سے ناواجب تعصب دور ہو جائے۔ اور مختلف قومیں تعلیمی اور اقتصادی لحاظ سے قریباً ایک سی ہو جائیں۔ تو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ لیکن اس وقت جسقدر بغض دلوں میں بھرا ہوا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ چونکہ ہندوؤں میں تعلیم اور دولت زیادہ ہے۔ اور مسلمان تعلیم میں پیچھے ہیں۔ اور عام طور پر ہندوؤں کے مقروض ہیں۔ اور بد قسمتی سے مسلمانوں میں تفرقہ بھی زیادہ ہے۔ انتخاب کے وقت ہندو لوگ لائق مسلمانوں کے مقابلہ میں ایسے نالائق مسلمانوں کو کھڑا کر دیا کریں گے۔ جو کونسلوں میں جا کر ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہیں۔ اور ہندو لوگ اپنے قرضداروں کو مجبور کر کے اپنے مطلب کے مسلمان امیدواروں کے حق میں رائے دلوائینگے۔ جیسا کہ ڈسٹرکٹ بورڈوں اور میونسپل کمیٹیوں کے انتخاب کے وقت ہوا کرتا ہے۔ اور اس طرح گو نام کے مسلمان تو منتخب ہو جائیں گے۔ لیکن حقیقی طور پر مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والے بہت ہی کم ممبر ہونگے۔ اور جو تھوڑی بہت طاقت مسلمانوں کو حاصل ہے۔ وہ بھی جاتی رہے گی۔ جس سے مسلمانوں کے حقوق کو سخت نقصان پہونچے گا۔

تحریک شدھی کی اصل غرض

دوسری تدبیر ہندوؤں نے یہ کی۔ کہ جب انہوں نے دیکھا۔ کہ اب ملک کو حکومت خود اختیاری ملنے والی ہے۔ گو آہستہ ہی ملے۔ اور چونکہ کسی قوم کو حکومت کے اختیارات اس تعداد کے مطابق ملیں گے۔ جو اس کی ملک میں ہو۔ اس لئے انہوں نے اپنی تعداد بڑھانے کے لئے شدھی کا طریق جاری کیا۔ حالانکہ اس سے پہلے آریوں پر ہندوؤں کی طرف سے اس بنا پر ادھرمی یا کفر کے فتوے لگائے جاتے تھے۔ کہ وہ غیر قوموں کو اپنے اندر ملانا جائز سمجھتے ہیں۔ اسلام ہمیشہ سے تبلیغی مذہب ہے۔ اور وہ شروع سے تبلیغ کرتا چلا آیا ہے۔ لیکن ہندوؤں میں کم سے کم پچھلے ہزار سال میں تبلیغ کا نام و نشان نہ تھا۔ اور یہ شدھی کی تحریک صرف اس وجہ سے جاری کی گئی ہے۔ کہ تا ان کی تعداد اور بھی زیادہ ہو جائے اور وہ ہندوستان کے واحد مالک بن کر حکومت کریں۔ اور یہ قدرتی بات ہے۔ کہ جب اس نیت سے تبلیغ کی جائے گی۔ تو کوشش یہی ہوگی۔ کہ دل مانیں نہ مانیں۔ جس طرح ہو۔ لالچ سے۔ دباؤ سے۔ تدبیر سے۔ ترغیب سے دوسروں کو اپنے اندر ملا لیا جائے۔ تاکہ جلدی سے کام ہو جائے۔ چنانچہ ایسی ہی تدابیر کو اختیار کیا گیا۔ اور ملکانہ میں یہی کیا گیا۔ کہ رؤسا کے دباؤ سے بنیوں کے اثر سے۔ قرضوں کے لالچ سے۔ اسلامی مظالم کی جھوٹی داستانوں سے۔ سوامی شردھانند جی کی جامع مسجد دہلی والی تقریر کی تصویر دکھا دکھا کر ہندو مذہب کے اختیار کرنے کا نام قومی ملاپ رکھ رکھکر۔ ملکانوں کو شدھ کیا گیا۔ اور سمجھا گیا۔ کہ اس رو کو سب ہندوستان میں جاری کر کے لاکھوں مسلمانوں کو ہندو کر لیا جائے گا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے اس وقت یہ توفیق ملی۔ کہ ایک سو کے قریب مبلغ میں نے وہاں بھیجدیا۔ جنہوں نے ہر قسم کی تکلیف اٹھا کر اور ماریں کھا کر آریہ مبلغوں کا مقابلہ کیا۔ کئی گاؤں واپس مسلمان کئے۔ اور باقی علاقہ کو محفوظ کر لیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مبلغ وہاں کام کر رہے ہیں۔ اور سوامی شردھانند جی کا وہ ادعا کہ گیارہ لاکھ ملکانے چڑیا کے بچے کی طرح چونچ کھولے ہماری طرف (ہندوؤں کی طرف) دیکھ رہے ہیں۔ کہ ہم ان کی خبر گیری کریں۔ اب تک ایک خیالی خواب کی طرح اپنی تعبیر کا محتاج ہے۔ ہندوؤں نے لاکھ ان چونچوں میں دانے ڈالنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ کچھ ایسی بند ہیں۔ کہ اکے دکے کو چھوڑ کر باقی سب دانے لینے سے بھی انکاری ہیں۔ اور کئی تو دانے کھا کھا کر پھر اسلامی خشک روٹی کی طرف واپس آ جاتی ہیں۔ کہ اس کی لذت کے مقابلہ میں ہندوؤں کے دانے بھی انہیں بے مزا معلوم دیتے ہیں *

آریوں کی طرف سے گندا لٹریچر

اسی زمانہ میں شدھی تحریک کو زور دینے کے لئے آریوں کی طرف سے نہایت گندا لٹریچر شائع ہونا شروع ہوا۔ جس کا ایک ورق اور نہایت تاریک ورق وہ تھا۔ جو راجپال نے اپنی کتاب میں اور پھر دیوی شرن شرما نے ورتمان میں لکھا۔ ان کتب اور تحریروں کا جو نتیجہ ہوا۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ یہ سب کچھ ایک رنگ میں موجودہ سیاسی اصلاحات کے نتیجہ میں ہوا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اصلاحات اپنی ذات میں بری ہیں۔ یا یہ کہ انگریز حکام نے یہ فسادات اصلاحات کو روکنے کے لئے کروائے تھے۔ میرے نزدیک یہ دونوں خیال باطل ہیں۔ جن انگریزوں کا یہ خیال ہے۔ کہ اصلاحات اپنی ذات میں بری ہیں۔ ان کی بھی غلطی ہے۔ کیونکہ یہ فسادات اصلاحات کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اصلاحات سے تنہا فائدہ اٹھانے کی خواہش سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور اسی طرح جن لوگوں نے گورنمنٹ پر یہ الزام لگایا ہے۔ کہ اس نے یہ فسادات کروائے ہیں۔ تاکہ پارلیمنٹ اختیارات کو چھین لے۔ وہ بھی غلطی خوردہ ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو فسادات کی ابتدا مسلمانوں سے ہوتی۔ لیکن فسادات کی ابتدا ہندوؤں کی طرف سے ہوئی ہے۔ شدھی کی تحریک بھی اور ایسے ناواجب طور پر) ان کی طرف سے ہوئی۔ گندا لٹریچر ان کی طرف شائع ہونا شروع ہوا۔ مگر یہ کس طرح ممکن تھا۔ کہ ہندو جنکو سوراج مل رہا تھا۔ اور جو تعلیم یافتہ اور اپنے فوائد کو سمجھنے والے ہیں اور پھر آریہ سماج جو ہندوؤں کی سب سے زبردست پولیٹیکل پارٹی ہے۔ وہ گورنمنٹ کے اشارے پر یہ کام کرتی۔ تاکہ ہندوستان کو سوراج نہ ملے۔ آریہ سماج کا پچھلی تحریک شدھی میں دخل بلکہ اس کی طرف سے ابتدا ہی اس امر کی ضامن ہے۔ کہ ان فسادات میں گورنمنٹ کا کوئی ہاتھ نہ تھا۔ اور وہ اس الزام سے بالکل پاک ہے۔ ان فسادات کی بنیاد اس تنگ ظرفی پر ہے جو ہندوستان کی حکومت کو صرف ہندوؤں کے ہاتھ میں دیکھنا چاہتی تھی۔ اس کی بنیاد اس ذہنیت پر ہے۔ جو واحد خدا کے پرستاروں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائیوں کو شودروں کی صف میں کھڑا ہوا دیکھے بغیر نچلا بیٹھنے پر تیار نہ تھی۔ ہاں میں یہ تسلیم کرتا ہوں۔ کہ انگریزوں میں سے وہ لوگ جو ہندوستان کو آزاد ہوتا دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ انہوں نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور خوب اٹھایا۔ مگر اصل الزام ان حالات کا صرف ہندوستانیوں پر ہے۔ اور ان میں سے بھی ہندوؤں پر اور پھر ان میں سے بھی آریہ سماج پر۔ اے کاش ایک امر موہوم کی خواہش میں ملک کی ترقی کو نقصان نہ پہنچایا جاتا۔ ملک کے امن کو برباد نہ کیا جاتا۔ دلوں کو کدورت سے اور دماغوں کو تشویشناک افکار سے پریشان نہ کیا جاتا *

کمیشن سے غفلت برتنا مسلمانوں کیلئے مہلک ہے

یہ تو جو کچھ ہوا وہ ہو چکا - خواہ وہ افسوسناک تھا خواہ عبرتناک اب سوال یہ ہے - کہ آئندہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے؟ اس کمیشن کے فیصلہ پر بہت کچھ مسلمانوں کے حقوق کا انحصار ہے - اور اس وقت غفلت برتنا سخت مہلک کیونکہ (۱) ہندو لیڈر ہر سال ولایت جا کر انگریزوں کے کان بھرتے رہے ہیں - کہ ہندوستان کے سب فسادات جداگانہ انتخاب کے نتیجہ میں ہیں - اس لئے آئندہ مسلمانوں کو اپنے نمائندے منتخب کرنے کا اختیار نہ ہو - چونکہ انگریز قوم خود اپنی قومی روایات کے لحاظ سے جداگانہ انتخاب کے مخالف ہے - اس لئے ان کی اس بات کا انگریزوں پر بہت اثر ہے - اس لئے گو کمیشن جداگانہ انتخاب کے اصل کو نہ مٹائے - یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کو ایسا کمزور کر دے کہ کچھ عرصہ کے بعد وہ خود بخود مٹ جائے -

(۲) بنگال اور پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے - لیکن ان کو حق اپنی آبادی کی نسبت سے کم ملا ہوا ہے - اگر یہ بے انصافی اس کمیشن کے وقت میں بھی دور نہ کی گئی - تو آئندہ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت سمجھ لی جائیگی - اور اس کا دور کرنا سخت مشکل ہو جائیگا -

(۳) صوبہ سرحدی کو اگر آئینی حکومت نہ دی گئی - تو اس کا اثر بھی ہندوستان کے مسلمانوں پر بہت بُرا پڑیگا - درحقیقت یہ ایک صوبہ کا سوال نہیں - بلکہ کل ہندوستان کے مسلمانوں کا سوال ہے - کیونکہ اس وقت تک دونوں آئینی صوبے جن میں مسلمان زیادہ ہیں - (یعنی پنجاب و بنگال) ان میں مسلمانوں کی زیادتی اس قدر کم ہے - کہ وہ ہندوؤں کو ان دوسرے صوبوں کی زیادتی کے بدلہ میں کچھ نہیں دے سکتے - جہاں مسلمان کم ہیں لیکن ان کو زیادہ حقوق دئے گئے ہیں - ہاں سرحدی صوبہ میں وہ ان کو کافی بدلہ دے سکتے ہیں - اور اس طرح پنجاب اور بنگال جو دوسرے صوبوں کے بدلہ میں گویا رہن ہوئے ہوئے ہیں آزاد ہو سکتے ہیں - اس کے علاوہ بھی بہت سے اہم سیاسی فوائد ہیں جن کا ذکر کرنے کی نہ گنجائش ہے اور نہ ان کا ذکر ایسی تحریرات میں مناسب ہے (۴) صوبہ جات کی اندرونی آزادی میں اگر کوئی خلل واقع ہوا تو مسلمانوں کو نقصان پہنچیگا - ان کی حفاظت کا اس سے بڑھکر اور کوئی ذریعہ نہیں کہ جس قدر ممکن ہو سکے صوبہ جات مرکزی حکومت سے اندرونی انتظامات میں آزاد ہوتے جائیں - (۵) سندھ جس میں نوے فی صدی مسلمان ہیں اگر اسے اس وقت آزادی حاصل نہ ہوئی اور بمبئی سے علیحدہ کر کے اسے الگ صوبہ نہ بنا دیا گیا - تو یہ بھی مسلمانوں کے لئے عموماً اور پنجاب کے لئے خصوصاً نقصان کا موجب ہوگا - اس صوبہ کی علیحدگی پنجاب کے مسلمانوں کی اقتصادی آزادی میں بہت کچھ مدد دے سکتی ہے - ان کے علاوہ اور بھی کئی ضمنی سوال ہیں جن کا اثر گہرے طور پر مسلمانوں کے مستقبل پر پڑ سکتا ہے -

کمیشن میں کسی ہندوستانی کا نہ لیا جانا

لیکن کہا جاتا ہے کہ اس کمیشن کے مقرر کرنے میں گورنمنٹ نے ہندوستانیوں کی ہتک کی ہے کیونکہ اسمیں کسی ہندوستانی کو ممبر نہیں بنایا مسلمانوں کے بڑے بڑے سیاست دان جیسے مسٹر جناح اور سر عبدالرحیم کہتے ہیں کہ اس ہتک کی وجہ سے اس کمیشن کا ہمیں بائیکاٹ کر دینا چاہیئے - اور اس کمیشن سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہیئے - اور مولانا محمد علی صاحب کا خیال ہے کہ چونکہ اس میں گورنمنٹ کا ہاتھ ہے اس لئے اس سے ہمیں کچھ سروکار نہیں ہونا چاہیئے - میں سر عبدالرحیم کا تو واقف نہیں لیکن مسٹر جناح اور مولانا محمد علی سے پچھلے دنوں شملہ میں مجھے شناسائی ہو چکی ہے - اور یونیٹی کانفرنس اور قانون حفاظت مذاہب کے متعلق گھنٹوں ان کے ساتھ ملکر کام کرنے کا موقع ملا ہے - مسٹر جناح کو ایک نہایت زیرک قابل اور مخلص خادم قوم سمجھتا ہوں - اور ان سے ملکر مجھے بہت خوشی ہوئی میرے نزدیک وہ چند ان لوگوں میں سے ہیں - جنہیں اپنے ذاتی عروج کا اس قدر خیال نہیں جس قدر کہ قومی ترقی کا ہے مولانا محمد علی صاحب کو بھی میں نے اس سے بہت اچھا پایا - جیسا کہ سنا تھا - وہ ایک زندہ دل رکھنے والے اور محنت سے کام کرنے والے انسان ہیں - اور جن مخالف حالات میں وہ کام کر رہے ہیں - وہ اس بات کا انہیں مستحق بناتا ہے کہ مسلمان ان کی قدر کریں - اور ان کی رائے کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں - مجھے ان سے کئی باتوں میں اختلاف رہا ہے - لیکن میں ہمیشہ انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتا رہا ہوں پہلے ان کے بڑے بھائی مولوی ذوالفقار علی خانصاحب کی وجہ سے جو ہماری جماعت میں شامل ہیں - اور اب خود ان کی اپنی ذات کی وجہ سے سر عبدالرحیم صاحب کو گو میں نے دیکھا نہیں - لیکن ان کی رائے کو اخبارات میں پڑھکر میں ہمیشہ انہیں ایک سمجھدار اور لائق انسان سمجھتا رہا ہوں -

مسلم لیڈروں سے اپیل

ان لوگوں کے مقابلہ پر جو لوگ ہیں - میرے نزدیک وہ سوائے چند کے اس پایہ کے نہیں ہیں - جس پایہ کے یہ لوگ ہیں - مگر باوجود اس کے میں مسٹر جناح اور ان کے ہمخیال مسلمانوں کی اس رائے سے سخت اختلاف رکھتا ہوا - اور میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی رائے پر دوبارہ غور کریں - اس وقت کمیشن کے بائیکاٹ کا فیصلہ کرنا مسلمانوں کے لئے سخت مضر ہوگا - اس بائیکاٹ کا جس قوم کو فائدہ پہنچیگا - وہ ہندو قوم ہے - یا گورنمنٹ کا وہ حصہ جو ہندوستانیوں کو حقوق دئے جانے کے مخالف ہے - مسلمان بائیکاٹ سے سخت گھاٹے میں رہیں گے - اور بعد میں پچھتانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا - میں ان لوگوں کی رائے کو سخت حقارت سے دیکھتا ہوں - جو یہ کہتے ہیں - کہ مسٹر جناح یا سر عبدالرحیم اس لئے کمیشن کے بائیکاٹ کی تائید میں ہیں - کہ انہیں کمیشن کا ممبر ہونے کی امید تھی - جو پوری نہیں ہوئی - میاں سر فضل حسین اور سر عبدالرحیم کا نام شائع کرنے کی ذمہ واری تو پریس پر ہے - کیونکہ ہمارے بعض سٹنٹے ہی ان کے نام اس غرض سے انگلستان کے اخبارات میں شائع کئے گئے تھے - لیکن مسٹر جناح کا نام کبھی اس غرض کے لئے نہیں لیا گیا - اور میں ان کی واقفیت کے بعد کہہ سکتا ہوں - کہ ان پر ایسا الزام لگانا ظلم ہے - انکی رائے یقیناً دیانتداری پر مبنی ہے - لیکن افسوس کہ غلط ہے - اور میرے نزدیک مسلمانوں کے لئے سخت مضر -

ہندوستانیوں کی ہتک نہیں کی گئی

یہ خیال بالکل درست نہیں کہ برطانوی حکومت نے ہندوستانیوں کی ہتک کرنے کیلئے ہندوستانیوں کا نام کمیشن میں نہیں رکھا - حکومت ہند کے ارکان کا نام بھی کمیشن میں نہیں ہے - بلکہ کمیشن صرف پارلیمنٹ کے ممبروں پر مشتمل ہے - پھر کیا یہ بھی کہا جا سکتا ہے - کہ حکومت برطانیہ نے ارکان حکومت کا نام بھی ان کی ہتک کرنے کے لئے نہیں رکھا - پس یہ تو کہا جا سکتا ہے - کہ برطانوی حکومت نے اسلئے کہ ہندوستانیوں کو کمیشن کا ممبر نہ بنانا پڑے - صرف پارلیمنٹ کے ممبروں کا کمیشن بھیجا ہے - لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا - کہ انہوں نے ہندوستانیوں کی ہتک کی ہے - ہم اپنے متعلق خواہ کچھ کہیں - مگر اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا - کہ دانستہ یا نادانستہ ہم انگریزی حکومت کے ماتحت کم و بیش دو سو سال سے آچکے ہیں - اور جو ہماری ہتک ہونی تھی - وہ ہو چکی ہے - اب حکومت کے پہلو سے اس سے زیادہ ہتک ہماری کوئی نہیں کر سکتا - اگر برطانوی حکومت سیاسی طور پر ہماری ہتک کرنا بھی چاہے - تو نہیں کر سکتی - وہ شخصی ہتک کر سکتی ہے مذہبی ہتک کر سکتی ہے - تمدنی ہتک کر سکتی ہے - لیکن یہ اس کے بس میں بھی نہیں کہ سیاستاً وہ ہماری ہتک کرے - کیونکہ ہم ایک بڑے لمبے عرصہ سے نہتے ہو کر اس کے قبضہ میں جا چکے ہیں - اور اس بات کا کوئی انکار نہیں کر سکتا - کہ یا تو ہم میں ہمت ہو - تو ہم انگریزوں کو جبراً ملک سے باہر نکالدیں اور یا پھر اس صداقت کو قبول کریں - کہ انگریز ہم پر حاکم ہیں - اور جب ہم جبراً انہیں نہیں نکال سکتے تو پھر ہم ان سے سمجھوتہ کر کے ہی جو کچھ حاصل کر سکتے ہیں - کر سکتے ہیں - پس جب فیصلہ انہی کے ہاتھ میں ہے - اور اس کا کسی کو انکار نہیں - تو پھر ہندوستانیوں کا کمیشن میں ہونا نہ ہونا عزت و ہتک سے کوئی تعلق نہیں رکھتا -

بائیکاٹ سے فائدہ کیا؟

میں کمشن کے بائیکاٹ کرنے کا مشورہ دینے والوں کی دلیل کے سمجھنے سے بالکل قاصر ہوں۔ آخر اس بائیکاٹ سے ان کا کیا مطلب ہے۔ کیا ان کا یہ خیال ہے۔ کہ بائیکاٹ کی وجہ سے کمشن اپنا کام نہیں کر سکیگا؟ اگر یہ خیال ہے۔ تو اس سے بودا خیال اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کمشن نے تو یہ رپورٹ کرنی ہے۔ کہ آیا ہندوستانیوں کو اور اختیارات ملنے چاہئیں۔ یا نہیں۔ اگر ہندوستانی بائیکاٹ کریں گے۔ تو بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔ برطانیہ کی نیت اگر خراب ہے۔ تو وہ اس سے فائدہ اٹھائیگا۔ اور کہیگا کہ ہندوستانی چونکہ اپنی ضروریات کو ہمارے سامنے پیش نہیں کرتے۔ اس لئے ہم ہندوستانیوں کو زیادہ اختیارات دینے کی سفارش نہیں کرتے۔ پھر ہندوستان کیا کریگا۔ کیا تلوار سے اپنا بدلہ لیگا۔ اگر ہندوستانیوں کے پاس تلوار ہوتی۔ تو وہ پہلے ہی اس حالت کو کیوں پہونچتے؟

اگر ہم ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ تو ہمیں ماننا پڑیگا۔ کہ ہندوستانیوں کو برطانوی حکومت نے کمشن میں اس لئے شامل نہیں کیا۔ کہ وہ اس امر کی مدعی ہے۔ کہ ہم ہندوستان کے حاکم ہیں۔ اور اس کی آئندہ حکومت کا فیصلہ کرنا ہمارے اختیار میں ہے۔ اور ہندوستانی بے بس ہیں۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اگر یہی وجہ ہے۔ تو پھر میں پوچھتا ہوں۔ کہ آزادی کے حاصل کرنے کے لئے کیا ہمارا یہ فرض نہیں۔ کہ ہم زیادہ سے زیادہ طاقت حاصل کریں۔ اور جبکہ تلوار سے ہم اختیار حاصل نہیں کر سکتے۔ تو پھر کیا ہمارا یہ فرض نہیں۔ کہ سمجھوتہ سے ہی جسقدر اختیار مل سکیں۔ حاصل کر لیں۔ کیونکہ جسقدر اختیار بھی ہندوستانیوں کو ملیں گے۔ ان سے ان کی طاقت زیادہ بڑھے گی۔ اور جسقدر بھی طاقت انہیں حاصل ہوگی۔ اسی قدر ان کی آواز میں اثر اور زور ہوگا۔ پس اختیارات خواہ کمشن کے ذریعہ ملیں۔ خواہ بغیر کمشن کے۔ خواہ ہندوستانیوں سے پوچھ کر ملیں۔ یا بغیر پوچھے کے۔ ہمیں انہیں حقیر نہیں سمجھنا چاہئیے۔ کیونکہ ہر اختیار جو ہندوستانیوں کو ملے گا۔ ان کی طاقت کو بڑھائے گا۔ اور انہیں آزادی کے قریب کر دیگا۔ پس کمیشن کے بائیکاٹ کا سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ان لوگوں کو جو ہندوستان کی آزادی کے مخالف ہیں۔ یہ موقعہ دیدیا جاوے۔ کہ وہ ہندوستان کی آزادی میں روڑے اٹکائیں۔ اور ہر شخص جو کمشن کا بائیکاٹ کریگا۔ وہ نادانستہ طور پر ہندوستان کی آزادی میں روک ڈالنے والا بنیگا۔

ہتک دعویٰ سے ہوتی ہے نہ کہ فعل سے

میرے نزدیک اس مسئلہ کا ایک اخلاقی پہلو بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ ایسے امور میں ہتک کام کرنے والے کے دعوے سے ہوتی ہے۔ نہ کہ فعل سے۔ بعض فعل اپنی ذات میں ہتک کرنے والے نہیں ہوتے۔ لیکن اگر ان کے کرنے والے ان سے ہتک مراد لیں۔ تو وہ ہتک بنتے ہیں۔ ورنہ نہیں۔ کمشن کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ اگر برطانیہ کہے۔ کہ ہم یہ امر اپنا زور دکھانے اور ہندوستانیوں کو ذلیل کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ تو بے شک یہ فعل ہتک بن جائیگا ورنہ نہیں کیونکہ خود اس فعل میں کوئی ایسا پہلو نہیں۔ جو اپنی ذات میں اسے ہتک کا فعل بنا دے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ برطانوی حکومت بار بار کہہ رہی ہے۔ کہ ہماری نیت ہتک کی بالکل نہیں۔ بلکہ ہماری نیت یہ ہے۔ کہ (۱) چونکہ فیصلہ اس امر کا کرنا ہے۔ کہ آئندہ آئین حکومت میں کیا تبدیلی ہو۔ اور اس کے لئے ایسے آدمیوں کی ضرورت تھی۔ جو غیر جانبدار ہوں۔ اس لئے ہم نے نہ ہندوستان کی حکومت کے ارکان میں سے کسی کو چناہے۔ اور نہ ہندوستانیوں میں سے بلکہ صرف پارلیمنٹ کے ممبروں کو چناہے۔ جن کو ہندوستان کے آئین حکومت سے کوئی بالواسطہ لگاؤ نہیں ہے (۲) دوسرے وہ یہ کہتی ہے۔ کہ کمشن تبھی مفید ہو سکتا ہے۔ کہ وہ تھوڑے آدمیوں پر مشتمل ہو۔ لیکن ہندوستان میں اس قدر سیاسی اختلاف ہے۔ اور اس قدر مختلف پارٹیاں اور قومیں پائی جاتی ہیں کہ اگر سب خیال کے لوگوں اور سب فرقوں کے نمائندے نہ لئے جاتے۔ تو شور پڑ جاتا تھا اور اگر سب کے نمائندے لئے جاتے۔ تو کمشن کے ممبروں کی تعداد بہت زیادہ ہو جاتی آخری بات بہت وزن دار ہے۔ اور اگر ہم لوگ ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ تو سیاسی امور میں اس وقت ایسا اصولی اختلاف ہو رہا ہے۔ کہ کوئی ہندوستانی سارے ملک کی تسلی کا موجب نہیں ہو سکتا تھا۔ مسلمان۔ ہندو۔ انگلو انڈینز۔ سکھ۔ ادنیٰ اقوام اور پھر ان مختلف قوموں کے اندرونی فرقہ جات۔ پھر دوسری جہت سے مثلاً۔ تجارت پیشہ۔ زراعت پیشہ۔ اور پھر سیاسی نقطہ نگاہ سے ملک کی مختلف پارٹیاں وغیرہ وغیرہ اس قدر مختلف جماعتیں ہیں۔ کہ ان کی موجودگی میں کسی ایک یا دو ہندوستانی کا انتخاب ہرگز ملک کی تسلی کا باعث نہ ہوتا۔ بلکہ اس سے ہندوستانیوں کی بے چینی شاید اور بھی زیادہ ہو جاتی۔ اور ایک نئی خانہ جنگی کا آغاز ہو جاتا۔ مسلمانوں کے اندر طریق انتخاب کے سوال کو ہی دیکھ لو۔ بعض لوگ مخلوط انتخاب کے حامی ہیں۔ جیسے مسٹر جناح اور مولانا محمد علی دوسرے جداگانہ انتخاب کے جیسے کہ سر شفیع اور سر عبدالرحیم۔ اب اگر مسلمانوں میں سے کسی ایسے شخص کو ممبر منتخب کیا جاتا۔ جو مخلوط انتخاب کا حامی ہوتا۔ تو یقیناً اس کا معتدبہ اثر اس کے ساتھ کے کمشنروں پر پڑتا اور جداگانہ انتخاب کے حامیوں کے نزدیک مسلمان ہمیشہ کے لئے تباہ کر دئے جاتے۔ غرض کوئی ہندوستانی بھی تسلی کا موجب نہیں ہو سکتا تھا۔ اندریں حالات برطانوی حکومت نے صرف پارلیمنٹ کے ممبروں کا انتخاب مناسب سمجھا۔ اب خواہ نیت برطانیہ کی کچھ ہو۔ مگر چونکہ برطانیہ اپنے فیصلہ کی یہ دلیل پیش کرتا ہے۔ اور یہ دلیل معقول ہے پس خواہ مخواہ ہتک کا پہلو نکالنا اخلاقی لحاظ سے درست نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ یہ کہ میرے نزدیک کمشن کی مجوزہ ساخت میں ہندوستانیوں کی کوئی ہتک نہیں۔ اور اگر ہتک کا کوئی خیال ہو سکتا تھا۔ تو وزرائے برطانیہ کے متواتر انکار نے اس احتمال کو باطل کر دیا ہے۔ کمشن کے بائیکاٹ کرنے سے ہو سکتا ہے۔ کہ ہندوستان کو آئندہ اختیارات یا تو بالکل ہی نہ ملیں۔ یا کم ملیں۔ پس بائیکاٹ سے ہندوستان کی آزادی میں دیر لگے گی۔ فائدہ نہ ہوگا۔

خالص اسلامی نقطہ نگاہ

مذکورہ بالا نقطہ نگاہ تو عام ہندوستانی نقطہ نگاہ ہے۔ لیکن ایک خالص اسلامی نقطہ نگاہ ہے۔ جسے اس وقت تک اس بحث میں نظر انداز کر دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ بائیکاٹ کا اثر زیادہ تر مسلمانوں پر پڑیگا۔ اور ہندوؤں پر بہت ہی کم پڑے گا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب سے ریفارم سکیم منظور ہوئی ہے۔ ہندو اس امر کو سمجھ چکے ہیں۔ کہ ہندوستان کا مستقبل انگریز قوم سے تعلق رکھتا ہے اور ان کے لیڈر برابر آٹھ سال سے گرمیوں میں انگلستان جاتے ہیں۔ اور بڑے بڑے انگریزوں سے ہندوؤں کے فائدہ کی باتیں کر کر کے انہیں اپنا ہم خیال بنا چکے ہیں۔ اسی طرح وہ کوشش کر کے پارلیمنٹ کے ممبروں کو ہندوستان لاتے ہیں اور ہندوؤں کے گھر مہمان ٹھیراتے ہیں۔ اور ہر وقت ان کے کان ان باتوں سے

بھرتے ہیں۔ جو ہندوؤں کے حق میں مفید ہوں۔ اور مسلمانوں کے لئے نقصان دہ۔ مگر مسلمانوں کے پاس نہ دولت ہے۔ نہ ان کے اندر قربانی کا مادہ۔ چنانچہ وہ اس آٹھ سال کے عرصہ میں بالکل سوئے رہے ہیں۔ اور صرف اس سال عزیزم چوہدری ظفر اللہ خانصاحب احمدی بیرسٹر لاہور ممبر پنجاب کونسل اور ڈاکٹر شفاعت احمد صاحب بیرسٹر ممبر یو۔ پی کونسل اس غرض سے ولایت گئے تھے۔ اور انہیں کئی بڑے بڑے آدمیوں نے کہا۔ ہمیں تو آج ہی معلوم ہوا ہے۔ کہ مسلمانوں کے حقوق کی جداگانہ حفاظت کی ضرورت ہے۔ ورنہ ہم تو یہ خیال کرتے تھے۔ کہ ہندو لیڈر جو باتیں کہتے رہے ہیں۔ مسلمان ان سے متفق ہیں۔ ورنہ مسلمان کیوں نہ آکر ہم سے اپنے حقوق کے متعلق بات کرتے۔ لیکن دو آدمیوں کی سہ ماہی کوششیں آٹھ سال کے درجنوں آدمیوں کی کوششوں کا مقابلہ کیا کر سکتی ہیں۔ ہندو لیڈروں میں سے اکثر انگلستان کے بااثر لیڈروں کے ذاتی دوست ہیں۔ جبکہ مسلمانوں میں سے بہت ہی کم لوگ انگریز لیڈروں کے روشناس ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ انگریز ہندوستان کے مطالبات وہی سمجھتے ہیں۔ جو ہندوؤں کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور مسلمان اس امر کو یاد رکھیں۔ کہ اگر کمشن کا بائیکاٹ ہوا۔ تو کمشن جو رپورٹ کرے گا۔ وہ اپنے پہلے علم کی بناء پر کریگا۔ اور وہ الف سے لیکر ی تک ہندو لیڈروں کا دیا ہوا ہے۔ اس کی رپورٹ ایک ایک نقطہ میں مسلمانوں کے فوائد کے خلاف ہوگی۔ اور گویا مہاسبھا کی لکھوائی ہوئی ہوگی۔ ہندو لیڈر جانتے ہیں۔ کہ کمشن کے بائیکاٹ میں ان کا کوئی نقصان نہیں۔ وہ جو کچھ اپنے متعلق کہنا تھا۔ آٹھ سال سے انگریز ممبران پارلیمنٹ کو رٹاتے چلے آتے ہیں۔ اگر نقصان ہے۔ تو مسلمانوں کا۔ جن کے مطالبات اور جن کے حقوق سے پارلیمنٹ کے ممبر قریباً بالکل ناواقف ہیں۔ پس بائیکاٹ ہندوؤں کا کوئی نقصان نہیں کریگا۔ لیکن مسلمان اس کے نتیجہ میں سیاسی ترقی کی شاہراہ سے اسقدر دور چلے جائیں گے۔ کہ پھر ان کے لئے سنبھلنا اور واپس آنا سخت مشکل ہو جائیگا۔ اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی۔ تو سر سائمن جو کمشن کے پریزیڈنٹ مقرر ہوئے ہیں۔ ایک مقدمہ میں جس کی پنڈت موتی لال نہرو ولایت میں پیروی کر رہے ہیں۔ بیرسٹر ہیں۔ اور کئی ماہ سے ان کے ساتھ ملکر کام کر رہے ہیں۔ بمقتضائے کون خیال کر سکتا ہے۔ ان کے درمیان سیاسیات ہند کے متعلق تبادلۂ خیال نہ ہوتا ہوگا۔ اس طرح کام کرتے ہوئے۔ اور جبکہ پنڈت جی اپنے خیالات انہیں پہلے ہی بتا چکے ہوں۔ تو انہیں دوبارہ کمشن کے سامنے جاکر انہی خیالات کو دہرانے کی چنداں پرواہ نہیں ہو سکتی۔ اگر کمشن کے سامنے اپنے مطالبات پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ تو غریب مسلمانوں کو جن کے لیڈروں کو یہ توفیق نہیں ملی کہ وہ پچھلے آٹھ سالوں میں ہندوؤں کی طرح ولایت جا جاکر انگریزوں کو مسلمانوں کے حقوق سے آگاہ کرتے رہتے۔ پس اگر اب کمشن کے آنے پر ہندوؤں کے ساتھ مسلمان بھی بائیکاٹ میں شامل ہو گئے۔ تو نقصان مسلمانوں کا ہی ہوگا۔ اور ذمہ واری بھی صرف انہی پر عائد ہوگی۔ کہ دیکھتے بھالتے کوئیں میں گر گئے۔ ہندوؤں کے بائیکاٹ کی تحریک ایسی ہی ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص کھانا کھاکر آئے۔ اور اس شخص کو جس نے ابھی کھانا نہیں کھایا۔ کہے کہ چلو آج کھانا کیا کھانا ہے۔ فاقہ ہی رہے۔ وہ تو کھانا کھا چکا ہے اس کا اس فقرہ کے کہدینے سے کوئی نقصان نہیں۔ نقصان اس کا ہے۔ جس نے ابھی کھانا نہیں کھایا۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ بائیکاٹ کی تحریک کرنیوالوں سے کہیں۔ کہ ہمیں بھی اس حد تک انگریزوں کے کان بھر لینے دو۔ جسقدر کہ آپ نے بھرے ہیں۔ اس کے بعد ہم بھی آپ کے ساتھ بائیکاٹ میں آکر شریک ہو جائیں گے ؎

اَدنیٰ چیز کو اعلیٰ پر قربان نہ کرو!

مسلمانوں کو یہ بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ اس بائیکاٹ کا نتیجہ کیا بتایا جاتا ہے۔ اگر اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ تو ایسا بائیکاٹ کوئی عقلمند کب کریگا۔ اور اگر اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ انگریز ڈر کر ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دیدینگے۔ تو مسلمان سوچ لیں۔ کہ وہ حکومت جو مسلمانوں کے فوائد کی حفاظت کا سامان ہوئے بغیر ملیگی۔ اس میں مسلمانوں کا ٹھکانا کہاں ہوگا۔ اگر بغیر کسی سمجھوتہ کے سوراج مسلمانوں کے لئے مفید ہوتا۔ تو اسقدر اختلاف ہندوؤں سے کیوں کیا جاتا۔ اور پھر اس سوراج کے لئے ہندو اس قدر شور ہی کیوں کرتے۔ پس جس چیز کی آج سے ایک ماہ پہلے تمام مسلمانان ہند مخالفت کر رہے تھے۔ اسے صرف اس وجہ سے کہ کمشن میں ہندوستانی ممبر کیوں نہیں ہیں۔ کیونکر قبول کیا جا سکتا ہے۔ کیا ہندوستانی ممبروں کا شامل ہونا اس قدر اہم سوال ہے۔ کہ اس کے لئے مسلمانوں کو ابدالآباد تک کے لئے غلام بنا دینا جائز اور درست ہو سکتا ہے۔ اگر نہیں تو جو لوگ اس فعل کو برا بھی سمجھتے ہیں۔ انہیں بھی یہ بات نہیں بھولنا چاہیئے۔ کہ ہندوستانیوں کا ممبر نہ ہونا ایک ادنیٰ سوال ہے۔ اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت ایک اہم تر سوال ہے۔ اور ادنیٰ چیز پر اعلیٰ کو قربان کر دینا انتہائی درجہ کی نادانی ہے ؎

مُسلمانوں کا اہم فرض

مندرجہ بالا حالات میں مسلمانوں کا اہم فرض ہے کہ تمام خیالات کو ترک کر کے وہ اس موقعہ کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور اپنے حقوق کو بالوضاحت کمشن کے سامنے پیش کریں۔ میرے نزدیک یہ مسائل ہیں۔ جن کے متعلق مسلمانوں کو تیار ہو جانا چاہیئے۔

اول:۔

قلیل التعداد جماعتوں کے حقوق کی حفاظت

اس کے متعلق پورے طور پر اپنے مطالبات اور دلائل کا ذخیرہ جمع کر لینا چاہیئے۔ یورپ میں چونکہ پارٹیوں کی طاقت بدلتی رہتی ہے۔ اس لئے انگریزوں کے نزدیک قلیل التعداد کی حفاظت کا سوال چنداں اہمیت نہیں رکھتا۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ جو آج کم ہیں۔ کیوں وہ زیادہ ہونے کی کوشش نہیں کرتے۔ حالانکہ وہاں پارٹیوں کی بنیاد سیاسی خیالات پر ہے۔ جو بدلتے رہتے ہیں۔ اور یہاں مذہب پر جو بہت کم بدلتا ہے۔ اور اس وجہ سے جو کثیر التعداد ہیں۔ وہ بظاہر حالات ہمیشہ کثیر التعداد رہیں گے۔ جب تک تبلیغ سے ان کو اپنا ہم مذہب نہ بنا لیا جائے۔ اور قلیل التعداد جماعت ہمیشہ گھاٹے میں رہیگی۔ پس انگلستان اور ہندوستان کے فرق کو سمجھا کر کمیشن کے پرانے تعصب کو جسے ہندو بیانات نے اور بھی بڑھا دیا ہے۔ دور کرنا چاہیئے ؎

دوسرے:۔

ادنیٰ اقوام کے حقوق کا سوال

گو یہ سوال اسلامی نہیں۔ لیکن مسلمانوں کو ادنیٰ اقوام کی مدد کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس وقت تک ہندوؤں کو مسلمانوں پر غلبہ ادنیٰ اقوام کی وجہ سے ہے۔ ہندو لوگ چوہڑوں وغیرہ کو حق تو کوئی نہیں دیتے لیکن انہیں ہندو قرار دیکر ان کے بدلہ میں خود اپنے لئے

سیاسی حقوق لے لیتے ہیں مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ انہیں ابھاریں۔ ان کی تنظیم میں مدد دیں اور کمشن کے سامنے ان کے معاملہ کو پیش کرنے میں اعانت کریں۔

تیسرے:-

جداگانہ انتخاب

یہ مستقل طور پر کوئی حق نہیں۔ لیکن ہندوستان کے مخصوص حالات میں اس کی سخت ضرورت ہے اور اس کے بغیر کبھی بھی مسلمان ترقی نہیں کر سکیں گے۔ پس اس امر پر زور ہونا چاہیئے۔ کہ اس حق کو ہندوستان کے اساسی قانون میں داخل کیا جائے۔ اور جبتک مسلمان قوم بحیثیت قوم راضی نہ ہو اس میں کوئی تبدیلی نہ کی جاسکے۔

چوتھے:-

مسلمانوں کی کثرت آبادی کا لحاظ

پنجاب اور بنگال اور جو آئندہ صوبے بنیں۔ جن میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہو۔ ان میں مسلمانوں کو اسقدر حقوق دئے جائیں۔ کہ ان کی کثیر التعداد قلیل التعداد نہ ہو جائے۔ اس وقت بنگال کے چھپن فیصدی مسلمانوں کو چالیس فیصدی حق ملا ہوا ہے۔ اور پنجاب کے پچپن فیصدی کو قریباً پینتالیس فیصدی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ مسلمان کسی صوبہ کو بھی اپنا نہیں کہہ سکتے اور آزادی ترقی کیلئے کوئی بھی راستہ نہیں کھلا۔

پانچویں:-

صوبہ سرحد میں اصلاحات

صوبہ سرحدی میں اصلاحی طریق حکومت کیلئے کوشش ہونی چاہیئے۔ اور سندھ کے متعلق یہ کوشش ہونی چاہیے۔ کہ وہ بمبئی سے الگ کیا جا کر ایک مستقل صوبہ قرار دیا جاوے۔

چھٹے:-

کامل مذہبی آزادی

اس امر کو اساسی قانون میں داخل کرنا چاہیئے۔ کہ کوئی دوسری قوم آزادی کے کسی مرتبہ پر بھی کسی ایسے امر کو جو کسی دوسری قوم کی مذہبی آزادی سے تعلق رکھتا ہو۔ محدود نہیں کریگی خواہ براہ راست مذہبی اصلاح کے نام سے خواہ تمدنی اور اقتصادی اصلاح کے نام سے بلکہ ہر قوم کی اقتصادی اور تمدنی اصلاح خود اس کے منتخب شدہ ممبروں کے اختیار میں رہنی چاہیئے۔

ساتویں:-

تبلیغ میں آزادی

تبلیغ ہر وقت اور ہر زمانہ میں قیود سے آزاد رہیگی۔ اور اسے کسی رنگ میں روکا نہیں جائیگا مثلاً یہ شرط لگا کر کہ مجسٹریٹ کی اجازت سے کوئی شخص مذہب بدل سکتا ہے وغیرہ ذالک۔ اس قسم کی قیود سے پہلے مختلف ملکوں میں تبلیغ کو روکا گیا ہے۔ اور خطرہ ہے۔ کہ ہندوستان میں بھی ہندو لوگ ایسا ہی کریں۔

آٹھویں:-

زبان کا سوال

کہ زبان کو کبھی قانوناً نہیں بدلا جائیگا مسلمانوں کو اردو زبان میں تعلیم حاصل کرنے کی پوری اجازت ہوگی۔ اور جن صوبوں میں اردو رائج ہے۔ ان میں اردو زبان قانونی زبان ہمیشہ کے لئے قائم رہیگی۔ زبان کا سوال کسی قوم کی ترقی کے لئے اہم سوال ہوتا ہے پس اس کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ یورپ میں بعض سخت جان قوموں کو ان کی زبانیں بدل کر ہی سید کیا گیا ہے۔ پس کچھ تعجب نہیں۔ کہ کسی دن ہندوؤں کی طرف سے بھی ایسی ہی کوشش ہو ان کے علاوہ اور بھی بہت سے امور ہیں۔ لیکن یہ اہم امور ہیں۔ جنکو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

ہر شہر اور قصبہ میں اسلامی انجمنیں

مگر سوال یہ ہے۔ کہ ان امور کو کمشن تک بصورت احسن پہونچا دیا جائے۔ اس کیلئے میری طرف سے یہ تجویز ہے۔ کہ ہر شہر اور قصبہ میں ایک اسلامی مقامی انجمن بنائی جائے جو کسی خاص خیال کی پابند نہ ہو۔ اس کی غرض صرف یہ ہو۔ کہ تمام تجاویز جو مختلف لوگوں یا انجمنوں کی طرف سے شائع ہوں۔ وہ ان پر غور کرے۔ اور سب تجاویز پر غور کرکے اپنی ایک رائے قائم کرے۔ اس کے بعد جس جماعت سے اس کا خیال ملتا ہو۔ ریزولیوشن کے ذریعہ سے اسے اطلاع دے۔ کہ فلاں فلاں شہر کے مسلمانوں کی کثرت اس خیال میں آپ سے متفق ہے۔ قلیل التعداد خیال کی رائے کو بھی شائع کیا جائے۔ اس طرح ایک بہت بڑا فائدہ ہوگا۔ اور وہ یہ کہ ہر ایک رائے پر آزادانہ غور ہو سکے گا۔ اور کسی خاص جماعت کے اچھے اور بُرے خیالات کا پابند نہ ہونا پڑیگا۔ اور مسلمانوں کی صحیح رائے کمشن تک پہونچ جائے گی۔ میں اس کی مثال یوں دیتا ہوں۔ کہ فرض کرو۔ کہ مختلف بحثوں کے بعد دس اہم امور کے متعلق فیصلہ ہؤا۔ کہ ان کو ضرور پیش کرنا چاہیئے۔ ایک شہر کے لوگوں کو ان میں سے آٹھ میں مسلم لیگ سے اتفاق ہے۔ اور دو میں مثلاً کانگریسی مسلمانوں سے اب بجائے اس کے کہ دونوں یہ کہتے پھریں۔ کہ ہم سب مسلمانوں کے نمائندے ہیں۔ یا یہ کہ اس شہر کے لوگ اس پارٹی کی تائید کردیں جس سے آٹھ امور میں ان کو اتفاق ہے۔ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ اس شہر کے لوگ اپنا اجلاس کرکے اور غور کرکے اس کمیٹی کو جس کے ساتھ ان کو آٹھ امور میں اتفاق ہے۔ اپنی طرف سے اختیار لکھدیں۔ کہ ان ان آٹھ امور میں ہم آپ سے متفق ہیں۔ آپ یہ پیش کر سکتے ہیں۔ کہ اس جگہ کے مسلمان ان امور میں ہم سے متفق ہیں۔ اور دوسرے دو امور میں دوسری کمیٹی کو لکھدیں۔ کہ آپکو اختیار ہے۔ کہ آپ یہ پیش کردیں۔ کہ ان دو امور میں ہمیں آپ سے اتفاق ہے۔ یا فرض کرو۔ کہ تین سیاسی جماعتیں یا چار یا پانچ ہوں۔ اور سب سے ایک ایک دو دو امور میں اتفاق ہو۔ تو سب کو لکھدیں۔ کہ فلاں فلاں امر میں ہمیں اتفاق ہے اس کا یہ فائدہ ہوگا۔ کہ کسی ایک امر میں بھی کثرت رائے کو اپنی رائے قربان نہیں کرنی پڑیگی۔ ہر امر میں مسلمانوں کی حقیقی کثرت رائے کمشن تک پہنچ جائیگی اور اس سے مسلمانوں کے مطالبات کو اسقدر تقویت حاصل ہوگی۔ جو کسی دوسری صورت میں نہیں ہو سکتی۔ اب ایک ہی سیاسی جماعت سے تعلق رکھنے سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ بعض اچھے امور کی خاطر بعض برے امور کو بھی قبول کرنا پڑتا ہے حالانکہ سیاسیات میں آپس میں اختلاف بالکل ممکن ہوتا ہے

غیر معمولی سیاسی طاقت

میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر ہر قصبہ اور ہر شہر میں ایسی انجمنیں ابھی سے بن جائیں اور وہ ماہوار یا پندرہ روزہ اجلاس کرکے اس میں مختلف تجاویز پر غور کرکے اپنی رائے قائم کرتی رہیں اور پھر کمیشن کے آنے پر ہر شہر کے لوگ امور متنازعہ پر بحث کرکے ہر مسئلہ کے متعلق اپنی رائے قائم کرکے اسے شائع بھی کرادیں۔ اور جس مسئلہ میں جس ایسی جماعت سے اتفاق ہو جسکا وفد کمشن کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اسے اطلاع دیدیں۔ کہ اس بارہ میں آپ ہمارے قائم مقام ہیں۔ تو اس سے مسلمانانِ ہند کو ایک غیر معمولی سیاسی طاقت حاصل ہو جائے گی۔ ایسے فیصلوں کی ان ممبروں کو بھی اطلاع دینی چاہیئے۔ جو ان کی طرف سے کونسل یا اسمبلی میں ہوں۔ تاکہ ان لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ ان کے منتخب کرنے والوں کی کیا رائے ہے اور وہ اس کے خلاف رائے نہ دیں کیونکہ ممبروں کی رائے ذاتی نہیں سمجھی جاتی۔ بلکہ ان کے منتخب کرنیوالوں کی رائے سمجھی جاتی ہے۔

ہاں یہ امر بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ مختلف خیال والوں کی الگ کمیٹیاں نہ بنائی جائیں۔ بلکہ مختلف خیال کے مسلمان ایک ہی جگہ جمع ہو کر مشورہ کیا کریں۔ اور جو قلیل التعداد لوگ ہوں۔ ان کو بھی اختیار ہو کہ وہ اپنی طرف سے کسی دوسری انجمن کو حق نیابت دیدیں۔ مگر یہ لکھدیں کہ وہ قلیل التعداد ہیں۔ اس طرح کے متفقہ غور میں علاوہ ایک مفید فیصلہ تک پہونچنے میں سہولت ہونے کے اور بہت سے قومی فائدے بھی حاصل ہوں گے۔ جن کے لکھنے کی اس جگہ گنجائش نہیں ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ یہ تجویز جس قدر عالی شان فوائد اپنے اندر رکھتی ہے۔ میں اس پر تفصیلی بحث نہیں کرسکتا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ تمام تعلیم یافتہ مسلمان اس کے عظیم الشان فائدے اور بے نظیر نتائج کو خود ہی محسوس کریں گے ؛

ترقی کرنے کا اصلی طریق

آخر میں میں تمام مسلمانوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ہر قوم کی حالت اس کی اپنی کوششوں سے بدلتی ہے۔ جو قوم یہ چاہتی ہے۔ کہ دوسرے لوگ ہماری حالت کو بدلیں اور ہمیں ابھاریں۔ وہ کبھی ترقی نہیں کرسکتی۔ کمشن کا موقع بے شک ایک اچھا موقع ہے۔ اور اس سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ دنیا بھر کی کمشنیں بھی ہمیں فائدہ نہیں پہونچا سکتیں جبتک ہم پختہ ارادہ اور عقد ہمت کے ساتھ اپنی اصلاح کے لئے خود آپ کھڑے نہ ہو جائیں۔ قانون ہمیں کبھی آزاد نہیں کرسکتا۔ جب تک کہ اقتصادی طور پر اور تمدنی طور پر بھی ہم آزاد نہ ہوں۔ میں نے پچھلے دنوں تحریک کی تھی۔ کہ مسلمان اپنی اقتصادی آزادی کے لئے کوشش کریں۔ اور الحمد للہ اس تجویز سے ہزاروں جگہوں پر مسلمانوں کی دکانیں نکلیں۔ اور لاکھوں روپیہ مسلمانوں نے کمایا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ پھر اس بات میں سستی ہو رہی ہے۔ بدقسمتی سے مسلمان جب اٹھتے ہیں۔ جوش سے اٹھتے ہیں۔ مگر پھر جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔ جب تک مستقل کوشش جاری نہ رہیگی۔ اسوقت تک کامیابی نہ ہوگی۔ میں اپنے بھائیوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ اپنے دلوں میں غور کریں۔ کہ جن لوگوں سے انہوں نے دکانیں کھلوائیں تھیں۔ ان کا ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کراکے اب جو وہ ان کی مدد سے دریغ کر رہے ہیں۔ اور ان کی دوکانوں کو چھوڑ کر دوسری دکانوں پر جا رہے ہیں۔ اس کا اثر تمام کے اخلاق پر کیا پڑیگا۔ اور آئندہ نسلیں اس سے کیا سبق حاصل کریں گی۔ پس اگر حریت چاہتے ہو۔ اگر آزاد زندگی کی تڑپ رکھتے ہو۔ اگر پھر ایک دفعہ دنیا میں عزت کا سانس لینا چاہتے ہو۔ تو خدارا ان سستیوں اور بے استقلالیوں کو چھوڑ دو۔ تعاون باہمی کی عادت ڈالو۔ اور نقصان اٹھاکر بھی اپنے بھائی کا فائدہ کرو۔ تب اور صرف تب آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہونگے۔ سائمن کمشن نہیں۔ بلکہ خود آپ کی ان تھک کوششیں اور بے نفس قربانیاں آپ کو کامیابی کے مقام پر کھڑا کرسکتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار

مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان

۸ر دسمبر ۱۹۲۷ء

معاونین جرائد سلسلہ

نہایت شکریہ کے ساتھ ان احباب کے نام درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے گزشتہ دو ہفتہ میں خریدار دئے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر احباب کرام اپنا اپنا فرض ادا کریں گے۔ بالخصوص ریویو اردو کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔

(ناظم تبلیغ و اشاعت)

اخبار الفضل

مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ سرینگر ۳ خریدار
بابو عبدالغفور صاحب پوسٹماسٹر چارسدہ ۳ ״
منشی محمد زماں صاحب چرار شریف ۳ ״
چوہدری نثار احمد صاحب قادیان ۱ ״
ایم کریم خاں صاحب شموگہ ۲ ״
زینبی دلہان سماٹری قادیان ۱ ״
گیانی سردار احمد صاحب قادیان ۱ ״
غلام نبی صاحب سیکرٹری چک ۹ شمالی ۱ ״
ڈاکٹر فیض علی صاحب اوچ شریف ۱ ״
بابو محمد نفض الحق صاحب پشاور ۱ ״
دفعدار محمد صادق صاحب ״ ۱ ״
خان صاحب نعمت خاں بان گنگا ۱ ״
سید ظہور احمد شاہ لاہور ۱ ״
حکیم صوفی علی احمد صاحب چونڈہ ۱ ״
غلام نبی صاحب سب انسپکٹر مدارس ودیل ۱ ״
بابو عبدالرحمن امیر جماعت احمدیہ انبالہ ۱ ״
سید جعفر صاحب حیدر آباد دکن ۱ ״
حشمت علی صاحب سیکرٹری جالندھر ۱ ״

۲۵

بنت جمعدار کرم داد خانصاحب ٹان ۱ خریدار
عبدالغفور صاحب پوسٹماسٹر چارسدہ ۱ ״
مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ سرینگر ۱ ״
اہلیہ حمید احمد صاحب کلرک میمو ۱ ״
دوست محمد صاحب حجانہ ۱ ״
اہلیہ محمد عمر صاحب جوہی ۱ ״

۱۵

سن رائز

مرزا احمد علی بیگ صاحب پلیڈر مانسہ منڈی سنرائز کے واسطے تین خریدار مصباح کے واسطے ایک خریدار

مرزا محمد صدیق بیگ صاحب قصور سے سنرائز کے واسطے ایک خریدار

جلیل احمد صاحب اور سیر برما سے سنرائز کے واسطے ایک خریدار

قاضی خلیل الرحمن صاحب رنگپور بنگال سے سنرائز کے واسطے دو خریدار

شیخ غلام حیدر صاحب سنرائز کے واسطے ایک خریدار

واحد حسین صاحب بریلی سے سنرائز کے واسطے ایک خریدار

قاضی خلیل الرحمن صاحب رنگپور سے انگریزی ریویو کے واسطے ایک خریدار

ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب سب اسسٹنٹ سرجن قادیان سے سنرائز کے واسطے ۲ ״

عبدالرحمن صاحب لاہور سے سنرائز کے واسطے تین خریدار

غلام محمد صاحب پشاور سے سنرائز کے واسطے ایک خریدار

محمد حیات خاں ملتان سے سنرائز کے واسطے دو خریدار

اخبار مصباح

ملک مولا بخش صاحب حصار ۲ خریدار
محمد رحمت اللہ چک امیرج ۲ ״
رحمت اللہ صاحب شاکر اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل قادیان } ایک خریدار
خوشی محمد صاحب سب انسپکٹر کوٹ فتح دین } ۱ ״
احمدی بیگم صاحبہ وڈالہ بانگر ۱ ״
بشریٰ بیگم صاحبہ بمبئی ۱ ״
راجہ عطا محمد صاحب یاڑی پورہ ۱ ״

اشتہار

بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان کی طرف سے

چند مفید اور ضروری اعلان

جو لوگ مسلمانوں کی ترقی و خوشحالی سے مایوس ہو چکے ہیں!

انہیں چاہیئے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی اس دلپذیر تقریر کا مطالعہ کریں۔ جو چند ماہ ہوئے۔ حضور نے ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے شملہ کی بلند چوٹیوں پر فرمائی جس میں کہ وہ تمام راہیں بتلادی گئی ہیں۔ جن پر چل کر مسلمان یقیناً یقیناً اپنی کھوئی ہوئی عزت اور شوکت کو از سر نو قائم کر کے ملک میں ممتاز اور باوقار زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ بس ہر ایک محب وطن پر فرض ہے کہ وہ اس تقریر بے نظیر کا نہ صرف خود مطالعہ کرے۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کا علم دے۔ تاکہ وہ اس میں بیان کی گئی باتوں پر عمل کر کے کامیاب اور معزز شہری بن سکیں۔ یہ ابھی زیر طبع ہے۔ مگر غالباً جلسہ کے موقع پر شائع ہو جائے گی۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ احمدیہ جماعت ایک گمنام اور حقیر جماعت ہے

انہیں تواریخ مسجد فضل لنڈن ضرور پڑھنی چاہیئے۔ تا انہیں معلوم ہو کہ اس چھوٹی مگر اولوالعزم جماعت کے تبلیغی کارنامے کس قدر شاندار اور پر عظمت ہیں۔ کہ جن سے نہ صرف مشرق بلکہ مغرب بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہا۔ جس میں احمدیہ مشن لنڈن کے مفصل حالات۔ مسجد لنڈن کی مکمل تواریخ اور سلسلہ احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے۔

اس کی بڑی تختی حجم تقریباً ۱۰۰ صفحہ بتیس کے قریب فوٹو کاغذ ولایتی۔ لکھائی اور چھپائی دیدہ زیب اور خوبصورت سنہری جلد ہو گی۔ کیا مجال کہ اس کو پڑھ لینے کے بعد بھی کوئی جماعت احمدیہ کو حقیر کہنے کی جرأت کر سکے۔ خدا نے چاہا تو یہ عجیب و غریب کتاب جلسہ سالانہ پر ضرور شائع ہو جائیگی۔

جو لوگ اپنے مالک اور خالق سے دور جا پڑے ہیں!

انہیں چاہیئے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی لاجواب جدید تصنیف "ہمارا خدا" کا مطالعہ کریں جس میں کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کے بہت سے یقینی اور ناقابل تردید دلائل جمع کر دیئے ہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ ساتھ ہی ان تمام بڑے بڑے اعتراضوں کی تردید بھی کر دی گئی ہے۔ جو کہ نئی علم یا مغربی فلسفہ کی غلط تعبیر کی وجہ سے آج کل کے نوجوانوں کے دلوں کو زنگ لگا رہے ہیں۔

یہ بیش بہا اور ضروری تصنیف زیر طبع ہے۔ جلسہ سالانہ تک شائع ہو جائیگی۔

جو لوگ آخری زمانہ کے مامور کو جھوٹا کہتے ہیں!!

انہیں تعصب سے الگ ہو کر اس بزرگ انسان کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنا چاہیئے جس سے انکی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور دیکھ لیں گے۔ کہ جس اعلیٰ ہستی کو نادانی کے باعث جھوٹا کہا جاتا ہے۔ اس کا خدا تعالےٰ سے کیسا گہرا اور مستحکم تعلق تھا۔ اور کس طرح خدائے قادر نے اس کی تائید و نصرت کے لئے نئے سے نئے نشان ظاہر کئے۔ تفصیل کا موقعہ نہیں صرف اتنا ہی کہنا کافی ہو گا۔ کہ اس کے لئے "سیرۃ المہدی حصہ دوم" کا مطالعہ کیا جائے۔ جس میں بنیادی اور فرضی نہیں۔ بلکہ خود عینی گواہوں کی آنکھوں دیکھی روائتیں انہی کے لفظوں میں جمع کر دی گئی ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ اپنے غلطی خوردہ بھائیوں کو اس شمع ہدایت سے ضرور منور کریں۔ جو جلسہ تک تیار ہو جائے گی۔

جو لوگ احمدیوں کو کافر اور دشمن اسلام کہتے ہیں!

انہیں اگر اس سرفروش جماعت کے اسلامی کارناموں کا علم ہوتا تو وہ کبھی بھی اس کے متعلق اس قسم کی باتیں زبان پر نہ لاتے۔ مگر چونکہ اکثر لوگ بعض بدطینت آدمیوں کے بہکانے سے اس قسم کی باتیں زبان پر لے آیا کرتے ہیں۔ اس لئے احباب جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔ کہ وہ ان لوگوں میں "سلسلہ احمدیہ کی اسلامی خدمات" نامی تصنیف کی کثرت کے ساتھ اشاعت کریں۔ جس میں کہ احمدیوں کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور اسلام کی عظمت و شوکت کو بحال کرنے والے حیرت انگیز کارناموں کو نہایت عمدگی اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ غیروں اور پھر شدید ترین مخالفوں کی اقبالی شہادتوں سے بھی یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے۔ کہ دنیا میں اسلام کی سچی خدمت کرنے والی اگر کوئی جماعت ہے تو احمدی اور صرف احمدی جماعت یہ بھی جلسہ سالانہ پر شائع ہو جائے گی۔

جو لوگ حضرت مسیح موعود کے مقابل بہاء اللہ کا نام لیا کرتے ہیں!

انہیں مولوی فضل الدین صاحب وکیل کی جدید تصنیف "بہاء اللہ کے دعوے مسیحیت کی حقیقت" کا فوراً ہی مطالعہ کرنا چاہیئے۔ جس سے معلوم ہو گا کہ اصل اور نقل کھرے اور کھوٹے میں کس قدر بیّن فرق ہے۔ امید ہے کہ حضرت اقدسؑ کے دعویٰ مسیحیت کو مشتبہ کر کے دکھانے والے اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آئندہ کبھی بھی بہاء اللہ کے دعوے مسیحیت کا ذکر نہ کریں گے۔ کیونکہ اس کتاب میں خود بہائیوں کی اپنی ہی مسلمہ کتابوں سے ان کے دعوؤں کو غلط اور بے بنیاد ثابت کر دیا ہے۔

جو لوگ قرآن کریم کو مشکل بتاتے ہیں!

انہیں چاہیئے کہ سید ولی اللہ شاہ صاحب کی تصنیف اسباق القرآن خرید کر پڑھیں۔ جو کہ انہیں قرآن مجید کو بامعنی پڑھنے میں پوری پوری مدد دیگی۔ اور وہ بغیر کسی استاد کی محتاجی کے خود ہی اس قابل ہو جائیں گے۔ کہ اللہ کے کلام کا اصل مطلب اور مفہوم سمجھ لیں۔ پہلا اور دوسرا حصہ بیشتر ازیں چھپ چکا ہے۔ اب تیسرا حصہ بھی جلسہ سالانہ پر چھپ جائے گا۔

جو لوگ قرآن مجید کیطرح ویدوں کو الہامی بتاتے ہیں!

وہ اس مجموعہ ٹریکٹس کا ضرور مطالعہ کریں۔ جو "حقیقت وید" کے نام سے عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ جس میں ۱۶-۱۶ صفحے کے دس ٹریکٹ ہوں گے۔ اور ہر ایک ٹریکٹ میں مختلف ویدک اصولوں پر نہایت ہی متانت اور سنجیدگی اور محققانہ انداز میں روشنی ڈالتے ہوئے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ وید اور ویدک دھرم الہامی اور خدائی دستور نہیں۔

ہندوستان کی خبریں

——— ہز ہائنس سر آغا خان جمعہ کو یورپ سے واپس تشریف لے آئے۔ ساحل بمبئی پر اترنے کے بعد ٹائمس آف انڈیا کے قائمقام نے آپ سے ملاقات کر کے شاہی کمیشن کی نسبت اُن کے خیالات دریافت کئے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ کمیشن کے مقاطعہ کی تحریک کے نتائج کی بابت ان کو سخت اندیشے ہیں۔ گذشتہ دور میں جب ترک موالات جاری ہؤا۔ تو لبرلوں کو (پارلیمنٹ کے سامنے ہندوستان کی نیابت کرنے کا) موقعہ ملا۔ لیکن اگر اب لبرل بھی الگ کھڑے رہے۔ تو صرف معدودے چند رجعت پسند کمیشن کے سامنے حسب دلخواہ نمائندگی کریں گے اور لبرل وانتہا پسند الگ رہیں گے۔ اور ہمارا معاملہ عدم نمائندگی سے ناکام رہیگا۔ ہز ہائنس آغا خان نے کہا۔ کہ وہ ایک مخلوط کمیشن کو پسند کرتے۔ جس میں نصف ہندوستانی اور نصف انگریز ہوتے۔

——— کلکتے سے ۸۔ دسمبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ گذشتہ شب کے آخری حصہ میں کلکتہ کے شمالی حصہ میں شکر کی ایک دوکان میں آگ لگ گئی۔ اور ایک متصل جھونپڑے تک پھیل گئی۔ جو اس طرح جلا۔ کہ اٹھارہ آدمی اس کے اندر جل کر مر گئے۔

——— اعلیحضرت حضور نظام نے ایک غیر معمولی فرمان میں اپنی حکومت کو متنبہ کیا ہے۔ کہ غیر ملکیوں کی حوصلہ افزائی کرنے کا طریقہ چھوڑ دیں۔ بعض غیر ملکیوں کو خاص وجوہ کی بناء پر ریاست میں رکھا گیا ہے۔ اب ان لوگوں کے ایما سے بہت سے اور غیر ملکی ریاست میں ہجوم کر آئے ہیں۔

——— لالہ لاجپت رائے کو جس شخص کی دعوتی کی بندش اور چوٹی کی عدم موجودگی کی وجہ سے وہم ہو گیا تھا۔ کہ مسلمان ہے اور اس کی دعوتی میں چھرا بھی لپٹا ہؤا ہے۔ لاہور سے دہلی گیا اور ہندوستان ٹائمز کے نمائندے سے ملاقی ہؤا۔ اب ہندوستان ٹائمز لکھتا ہے۔ کہ یہ شخص ناگپور کا رہنے والا ہے۔ اس کا نام ٹھاکر داس ہے۔ سیاسی معاملات میں مختلف سیاسی راہنماؤں سے تبادلہ خیالات کر رہا ہے۔ حکیم اجمل خان۔ ڈاکٹر کچلو اور سیٹھ جمنالال سے بھی ملاقاتیں کر چکا ہے۔ لالہ لاجپت رائے کے پاس اسی غرض کے لئے گیا تھا۔ لیکن آپ کو شبہ پیدا ہو گیا۔ اور مسلمان سمجھ کر اسے نکال دیا گیا۔ لالہ جی کو چاہیئے۔ کہ ایسے معاملات میں ذرا سوچ سمجھ کر رائے قائم کیا کریں۔

——— دھرم سالہ ۷۔ دسمبر تحصیل کانگڑہ میں طاعون کے

ریلوے پٹھان قلیوں میں فساد ہو گیا۔ تین پٹھان مارے گئے مقدمہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں دائر ہے

——— نواکھالی ۸۔ دسمبر۔ رام گنج تھانہ کے مندروں کی بے حرمتی اور مورتیوں کے چرائے جانے کے متعلق اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ چاندپور کے ایک مندر کی بے حرمتی کی گئی۔ اور پوجا کا سامان بھی گم پایا گیا۔

——— کلکتہ ۷ دسمبر۔ آج سر جگدیش چندر بوس کی انسٹی ٹیوشن میں بہت سے سائنسدان آپ کی نئی معلومات دیکھنے کے لئے جمع ہوئے۔ سر جگدیش چندر بوس کو کماؤں کے جنگلات سے ایک پودا ملا ہے۔ آپ نے اس پودے کا ست ایک مینڈک کو سنگھایا۔ جس سے مینڈک بے ہوش ہو گیا۔ اور اس کی حرکت دل بند ہو گئی۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اس مینڈک کی حرکت دل پھر جاری کر دی۔ اور مینڈک زندہ ہو گیا۔ بڑے بڑے سائنسدان جنہوں نے یہ تجربہ دیکھا تصویر حیرت بن گئے۔

——— مدراس ۹۔ دسمبر۔ آنریبل سر مہاراجہ صاحب محمود آباد سابق ہوم ممبر حکومت صوبجات متحدہ نے ڈاکٹر انصاری کو بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ وہ اس مجلس مقاطعہ میں شامل ہونے پر رضامند ہیں۔ جو حال ہی میں مرتب کی گئی ہے۔

——— دہلی ۸۔ دسمبر۔ ایک مقامی اخبار نے مہاراجہ بھرت پور کے متعلق یہ خبر شائع کی تھی۔ کہ انہوں نے حکومت ہند کی اس تجویز کو منظور کر لیا ہے۔ کہ ان کی ریاست کیلئے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا جائے۔ ذمہ دار حلقوں میں تحقیقات کرنے سے معلوم ہؤا ہے۔ کہ یہ بیان قطعاً بے بنیاد ہے۔ ہنوز مہاراجہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جس کے لئے ہنوز کافی میعاد باقی ہے۔ کمیشن کی ہیئت ترکیبی کے مسئلہ پر اس وقت غور کیا جائے گا۔ جبکہ مہاراجہ جواب روانہ کر دیں گے۔

——— چمن ۱۰۔ دسمبر۔ آج صبح شاہ وملکہ افغانستان موٹر کاروں پر خدام وحشم کے ہمراہ سرحد ہندوستان میں داخل ہوئے۔ موسم میں خنکی تھی۔ خط سرحدی پر ایک سفید اور سنہری محراب بنائی گئی تھی۔ یہیں مسٹر ڈبلیو میجر ڈاڈ اور مسٹر پیل نے اعلیحضرت کا خیر مقدم کیا۔ جونہی اعلیحضرت نے دس بجکر چھیالیس منٹ پر سرحد کو عبور کیا۔ ۳۱۔ توپوں کی سلامی سر کی گئی۔ اعلیٰحضرت خاکی وردی میں تھے۔ آپ سرخ رنگ کی رولس رائس موٹر کار پر سوار تھے۔ اسی موٹر کار پر ان کے تین افسر بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ملکہ اور دیگر خواتین دوسری موٹر کار میں تھیں۔ سرحد سے لیکر چمن کے ریلوے سٹیشن تک تین میل کے فاصلہ میں دو رویہ فوجیں کھڑی تھیں۔ سٹیشن پر پہونچتے ہی اعلیحضرت موٹر سے اتر کے

کرنل سینٹ جان نے شاہ برطانیہ قیصر ہند اور وائسرائے کے پیغامات خیر مقدم پڑھ کر سنائے۔ اسی اثناء میں لیڈی ہیر نگٹن اور مسز سینٹ جان نے ملکہ اور دیگر خواتین کو ٹرین پر سوار کرایا۔ اور ان سے گفتگو کرتی رہیں۔ ساڑھے گیارہ بجے ٹرین روانہ ہوئی۔ جس پر افغانی اور برطانی علم لہرا رہے تھے۔ یہاں دوسری دفعہ سلامی کے لئے ۳۱۔ توپیں سر کی گئیں۔

——— کوئٹہ ۱۰۔ دسمبر۔ آج شام چار بجکر ۴۳ منٹ پر رائل اسپیشل کوئٹہ پہونچکر ٹھیر گئی۔ شاہی توپخانہ نے ۳۱۔ توپوں کی سلامی اُتاری۔ اعلیحضرت ایجنٹ گورنر جنرل کرنل سینٹ جان اور سر چارلس ہیر نگٹن کے ہمراہ معائنہ کے لئے چلے۔ تو ہوائی جہاز رکاب میں تھے۔ جو گاڑی کے کراچی کی طرف روانہ ہونے کے وقت تک پرواز کرتے رہے۔

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)

اشتہارات
نمبر ۴۷ جلد ۱۵
خاص الخاص رعایت
کتب آدھی قیمت پر
کتاب گھر قادیان میں جلسہ پر
آنیوالے احباب کی روحانی دعوت
اب کی مرتبہ جواہرات کوڑیوں کے مول کتاب گھر کی تمام کتب
نصف قیمت پر دی جائینگی جن کی مفصل فہرست جلسہ پر ہر
ایک طالب کو مل سکے گی۔ مگر قیمت نقد وصول کی جائیگی۔
بقایا داران کتاب گھر
بھی کتاب گھر کی مالی مشکلات کا احساس
کرتے ہوئے ادائیگی بقایا
کی عملی نیت
کر کے
آویں
CLEARANCE SALE.
قرآن بطرز آسان
مترجم تحت اللفظ تقطیع کلاں
اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے اس سال یہ کام
بطرز احسن پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔ لکھائی چھپائی اور جلد دیدہ
زیب۔ تقطیع نہایت موزون۔ اصل قیمت مجلد چھ روپے۔
مگر جلسہ پر پانچ روپیہ مجلد کپڑا سنہری کے اور تین یا تین سے زائد کے
خریدار سے فی قرآن چار روپے آٹھ آنہ (للعہ) لئے جاویں گے
جلسہ سے قبل منگانے والے احباب سے بھی یہی قیمت لی جاویگی۔
جو احباب خریدار بن چکے ہیں۔ وہ اگر جلسہ پر تشریف لانے
والے نہ ہوں۔ تو ضرور اطلاع دیں۔ تاکہ انکی انتظار نہ کی
جائے۔ بلکہ بذریعہ وی پی بھیجا جائے۔
سال رواں
کی دونئی کتب میں بھی خاص رعایت
ہندو مسلم فسادات
پر
حضرت فضل عمر سیدنا خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
کا وہ معرکۃ الآرا لیکچر جو مارچ ۱۹۲۶ء میں بریڈلا ہال لاہور میں ہوا
جس میں ہندو مسلم اتحاد اور تحفظ حقوق مسلمانان پر زبردست دلائل
دیئے گئے۔ قیمت اصلی ۸/ رعایتی ۶/
عقائد احمدیہ
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے ہی تمام عقائد لطیف پیرایہ میں
مرتب کئے گئے ہیں۔ مسئلہ توحید۔ نبوت۔ اسلام۔ قرآن و حدیث
وغیرہ کے متعلق مخالفین کے تمام اعتراضات کو ایک طرح حل کیا گیا ہے۔ نہایت لطیف مجموعہ ہے۔ قیمت اصلی ۶/ رعایتی ۴/
قادیان میں سکنی اراضی
قادیان کی آبادی کے ہر دو محلہ جات یعنی محلہ دارالفضل و محلہ دارالرحمت میں قابل فروخت قطعات موجود ہیں۔ اور اب ایک نیا محلہ
بنایا گیا ہے جسکا نام محلہ دارالبرکات ہے۔ جو محلہ دارالفضل سے جنوب مشرق میں سڑک کھارا کی دوسری طرف واقعہ ہے۔ ان ہر سہ محلہ جات میں قیمت ایک
ہی مقرر ہے یعنی بر لب سڑک کلاں ۱۲/ فی مرلہ اور اندر کی طرف بیس بیس فٹ اور دس دس فٹ کے راستوں پر ۸/ فی مرلہ۔ ایک کنال
کی پیمائش طول میں پچھتر فٹ اور عرض میں ساٹھ فٹ ہوتی ہے اور اسکے دو طرف سے راستہ گذرتا ہے چار کنال اکٹھی لینے والے کو چاروں طرف راستہ
ہوگا۔ نیا محلہ دارالبرکات اس سمت میں واقع ہے جس طرف ریلوے سٹیشن کی تجویز ہے۔ گو ابھی تک اسکے متعلق آخری فیصلہ نہیں ہوا مگر بہر حال جہت
بہت عمدہ ہے۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ اور روپیہ بھجوانا ہو تو خاکسار کے نام یا محاسب بیت المال قادیان کے نام
بھجوایا جاوے۔ یا جلسہ کے موقعہ پر اپنے ساتھ لیتے آویں۔
خاکسار
مرزا بشیر احمد قادیان

مشین سویاں کی ایجاد کے متعلق خوشخبری

الحمد للہ۔ ایک لمبی سوچ اور دماغ سوزی کے بعد ہم مشین سویاں کا ایسا نمونہ تیار کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں جو ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ تمام مروجہ مشین سویاں کے نقص اور عیب رفع کر دئیے ہیں۔ اور ایسی تمام ایزادیاں کر دی گئی ہیں۔ جو مشین کو مضبوط۔ خوبصورت اور زیادہ کارآمد بنانے کیلئے ممکن تھیں۔ یہ مشین ڈھلائی کے ذریعہ طیار نہیں کی ہے۔ بلکہ اس کا ایک ایک پرزہ گھڑ کر لگایا گیا ہے۔ دستہ پر ایک خوبصورت چکلی بھی لگائی گئی ہے۔ کل اعلیٰ درجہ کا کیا ہے۔ مختصر یہ ہے۔ کہ مشین کو ہمہ صفت موصوف کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا۔

علاوہ ازیں بادام روغن نکالنے کی مشین کا بھی ایک بے نظیر نمونہ نہایت محنت و جانفشانی سے طیار کیا ہے۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ جلسہ کے ایام میں ہر دو مشینیں قادیان میں دستیاب ہو سکیں گی۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ شہرت کے لئے فی الحال قیمتیں نہایت قلیل مقرر کی جائیں تفصیل کا انتظار کریں۔

پتہ:- ایم عبد الرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری۔ احمدیہ بلڈنگ بٹالہ (پنجاب)

کان کی تمام بیماریاں

بنیٹ بہرہ پن کم سننے۔ کان بچوں یا بڑوں کے بہنے۔ بھاری پن درد ورم۔ زخم خشکی۔ کھجلی۔ آوازیں ہونے وغیرہ پر صفحہ دنیا پر خیر اکسیر دوا صرف بلبل اینڈ سنز علی بھیت کا روغن کرامات ہے جس پر ہزارہا انگریز اور ڈاکٹر تک لٹو ہیں۔ بصرہ۔ بغداد۔ … افریقہ وغیرہ تک جسکی خاص شہرت ہے فی شیشی عہ ایک روپیہ چار آنہ محصول … تین شیشی طلب کرنے پر محصول ڈاک معاف۔ دھوکا بازوں سے ہوشیار رہیئے اپنا پورا پتہ صاف لکھیئے۔ ہمارا پتہ یہ ہے: بہرا پن کی دوا بلبل اینڈ سنز علی بھیت یوپی

اندرون شہر زمین فروخت ہوتی ہے۔

ایک قطعہ اراضی سفید فروختنی ہے۔ رقبہ دس گیارہ مرلہ (ایک مرلہ ۱۵×۱۵ فٹ کو کہتے ہیں۔) اندرون شہر بر لب شاہراہ متصل مکانات سید محمد علی شاہ صاحب مرحوم رئیس۔ جو صاحب لینا چاہیں۔ بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کر لیں۔ اندرون شہر نرخ زمین علی العموم حسب موقعہ ایک سو سے ڈیڑھ سو روپیہ فی مرلہ ہے۔

خط و کتابت۔ ع۔ ق بمعرفت اکمل قادیان

سندھ انجینئرنگ کالج سکھر (سندھ)

میں قلیل عرصہ میں اوورسیئر اور سب اوورسیئر کلاس کی نہایت اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ آج ہی پرنسپل سے پراسپکٹس طلب فرمائیے۔

حب اٹھرا

کا نام

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کیلئے مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپکی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے قیمت فی تولہ عہ ایک روپیہ چار آنہ شروع عمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ عہ ایک روپیہ لیا جاویگا۔

ملنے کا پتہ

عبد الرحمن کاغانی دواخانہ حقانی قادیان پنجاب ضلع گورداسپور

ایک احمدی رئیس کو ضرورت ہے۔

(۱) ایک گریجوایٹ یا انڈر گریجوایٹ ٹیچر کی جس کو اتالیقی وغیرہ بچگان بھی کرنی ہوگی مضامین انگریزی حساب جغرافیہ تاریخ و سائنس میں عمدہ مہارت ہو۔ اخلاق عمدہ ہوں۔ ٹرینڈ اور متاہل کو ترجیح دیجائیگی

(۲) ایک عالم دین کی جس نے سلسلہ نظامی میں پوری تعلیم انتہائی پائی ہو۔ اور قرآن و حدیث کا عمدہ علم ہو۔ اگر مولوی فاضل اور ٹرینڈ و متاہل ہو۔ تو ان کو ترجیح دی جائیگی۔

دونوں آسامیوں کی تنخواہوں کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہوگا۔ ہر دو آسامیوں کے خواستگاروں کو اپنے سرٹیفکیٹ معہ درخواست بذریعہ منیجر الفضل بھیجنی چاہیئے۔

ماہ دسمبر کیلئے خاص رعایت مجھ سے خرید کر فائدہ حاصل کریں

یسرنا القرآن کی طرز پر سب سے پہلی حمائل شریف زرد اور سفید کاغذ پر چھپی ہوئی میرے پاس ہے۔ میں نے اسکی قیمت صرف ماہ دسمبر کے لئے بجائے مبلغ ۱۲/ روپیہ کے صرف ایک روپیہ کر دی ہے۔ حمائل نہایت عمدہ چھپی ہوئی ہے اسکا کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہے۔ بوڑھے بچے اسکو بخوبی پڑھ سکتے ہیں۔

(منشی) محمد ابراہیم قادیان